روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

بدھ 4۔ مئی 2011ء...... 1432 ہجری 4 ہجرت 1390 ھش جلد 61-96 نمبر 101

قریب بیٹھا کرو

حضرت سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
جمعہ پڑھنے آیا کرو اور امام کے قریب بیٹھا کرو اور ایک شخص جمعہ سے پیچھے رہتے رہتے جنت سے پیچھے رہ جاتا ہے حالانکہ وہ جنتیوں میں سے ہوتا ہے۔

(سنن ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب الدنومن الامام حدیث نمبر:934)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ نماز جو اپنے اصلی معنوں میں نماز ہے، دعا سے حاصل ہوتی ہے۔ غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صریح اور سخت مخالف ہے، کیونکہ یہ مرتبہ دعا کا اللہ ہی کے لئے ہے۔ جب تک انسان پورے طور پر خفیف ہو کر اللہ تعالیٰ ہی سے سوال نہ کرے اور اسی سے نہ مانگے۔ سچ سمجھو کہ وہ حقیقی طور پر.......... سچا مومن کہلانے کا مستحق نہیں.......... کی حقیقت ہی یہ ہے کہ اس کی تمام طاقتیں اندرونی ہوں یا بیرونی، سب کی سب اللہ تعالیٰ ہی کے آستانہ پر گری ہوئی ہوں۔ جس طرح پر ایک بڑا انجن بہت سے کلوں کو چلاتا ہے۔ پس اسی طور پر جب تک انسان اپنے ہر کام اور ہر حرکت وسکون کو اسی انجن کی طاقت عظمیٰ کے ماتحت نہ کر لیوے وہ کیونکر اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا قائل ہو سکتا ہے (۔) جیسے منہ سے کہتا ہے، ویسے ہی ادھر کی طرف متوجہ ہو تو لاریب وہ...... مومن اور حنیف ہے، لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ سے سوال کرتا ہے اور ادھر بھی جھکتا ہے، وہ یاد رکھے کہ بڑا ہی بدقسمت اور محروم ہے کہ اس پر وہ وقت آ جانے والا ہے کہ وہ زبانی اور نمائشی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف نہ جھک سکے۔

ترک نماز کی عادت اور کسل کی ایک وجہ یہ بھی ہے کیونکہ جب انسان غیر اللہ کی طرف جھکتا ہے، تو روح اور دل کی طاقتیں اس درخت کی طرح (جس کی شاخیں ابتداءً ایک طرف کر دی جاویں اور اس طرف جھک کر پرورش پا لیں) ادھر ہی جھکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سختی اور تشدد اس کے دل میں پیدا ہو کر اسے منجمد اور پتھر بنا دیتا ہے۔ جیسے وہ شاخیں۔ پھر دوسری طرف مڑ نہیں سکتا۔ اسی طرح پر وہ دل اور روح دن بدن خدا تعالیٰ سے دور ہوتی جاتی ہے۔ پس یہ بڑی خطرناک اور دل کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے۔ اسی لئے نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے، تاکہ اولاً وہ ایک عادت راسخہ کی طرح قائم ہو اور رجوع الی اللہ کا خیال ہو۔ پھر رفتہ رفتہ وہ وقت خود آ جاتا ہے جبکہ انقطاع کلی کی حالت میں انسان ایک نور اور ایک لذت کا وارث ہو جاتا ہے۔............

پس خوب یاد رکھو! اور پھر یاد رکھو! کہ غیر اللہ کی طرف جھکنا خدا سے کاٹنا ہے۔ نماز اور توحید کچھ ہی کہو، کیونکہ توحید کے عملی اقرار کا نام ہی نماز ہے۔ اس وقت بے برکت اور بیسود ہوتی ہے جب اس میں نیستی اور تذلل کی روح اور حنیف دل نہ ہو۔..........

بے شک اصل اور سچ یونہی ہے۔ جب تک انسان کامل توحید پر کاربند نہیں ہوتا، اس میں.......... کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی اور پھر میں اصل ذکر کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ نماز کی لذت اور سرور اسے حاصل نہیں ہو سکتا مدار اسی بات پر ہے کہ جب تک برے ارادے، ناپاک اور گندے منصوبے بھسم نہ ہوں۔ انانیت اور شیخی دور ہو کر نیستی اور فروتنی نہ آئے، خدا کا سچا بندہ نہیں کہلا سکتا اور عبودیت کاملہ کے سکھانے کے لئے بہترین معلم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہی ہے۔

میں پھر تمہیں بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو، تو نماز پر کاربند ہو جاؤ اور ایسے کاربند بنو کہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری روح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں۔

(ملفوظات جلد اول ص106 تا 108)

نمازوں میں دلچسپی اور شوق کو قائم رکھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔
"یہ اعلیٰ اخلاقی معیار اور تقویٰ کے بلند معیار خدا تعالیٰ کی مدد اور رہنمائی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے اس لئے ہمیشہ خدا تعالیٰ سے دعا کے ذریعہ مدد مانگتے رہنا چاہئے۔ اس کے لئے پانچ وقت کی نماز اور حتی المقدور باجماعت نماز اور نوافل کے ذریعہ کوشش کرنی چاہئے۔ اس کے لئے اپنے اپنے حلقہ میں نماز سینٹرز اور (بیوت) کو بھریں۔ باجماعت نمازوں کی ادائیگی سے نہ صرف آپ روحانی ترقی حاصل کریں گے بلکہ دوسروں کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ چھوڑیں گے۔...... تمام عہدیداران کو جو یہاں نہیں ہیں انہیں بھی یہ ہدایت پہنچائیں تاکہ وہ بھی اس پر عمل کریں۔
......لوگوں کو نمازوں میں لانے کے لئے پلاننگ کے سلسلہ میں اس بات کا خیال رکھیں کہ وہ آسانی سے قابل عمل ہو۔ بعض دفعہ بعض عہدیدار اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے اتنے پُرجوش ہوتے ہیں کہ وہ زمینی حقائق کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔...... نمازوں میں لوگوں کی دلچسپی اور شوق کو قائم رکھنے کے لئے کوشش کریں لیکن زبردستی نہ کریں بلکہ ان میں احساس پیدا کریں کہ احمدی ہونے کی حیثیت سے ان کے اندر کیا پاک تبدیلیاں پیدا ہونی چاہئیں جن سے وہ دوسروں سے ممتاز ہو جائیں۔ یہ مثبت تبدیلیاں لانے کے لئے ہمیشہ دعا کریں کہ انہیں ثبات قدم اور استقامت عطا ہو۔"

(از الفضل انٹرنیشنل 06؍جولائی 2007ء)

(بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2011ء مرسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

آل پارٹی پارلیمنٹری گروپ برائے احمدیہ کمیونٹی یوکے کا پہلا اجلاس

لارڈ طارق احمد بی ٹی پہلے احمدی ہیں جن کو ملکہ برطانیہ نے ہاؤس آف لارڈز میں peer مقرر کیا ہے۔

(مکرم بشیر احمد اختر صاحب۔ جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ یوکے)

مورخہ 30/نومبر 2010ء جماعت احمدیہ یوکے کیلئے ایک تاریخی دن تھا کیونکہ اس روز احمدیہ کمیونٹی کی آل پارٹی پارلیمنٹری گروپ کی بنیاد رکھی گئی اور اس کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ اس گروپ کی بنیاد رکھنے میں مچم اور مورڈن کی MP، Siobhain McDonaugh کا بنیادی کردار تھا اور وہ اس کی پہلی چیئر پرسن منتخب کی گئیں۔ اس اجلاس کا انعقاد ہاؤس آف کامنز کے روم نمبر 16 میں ہوا۔ Siobhain McDonaugh, MP نے باقی parliamentarians، مکرم امیر صاحب یوکے اور احمدی مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ اجلاس میں سب سے پہلے عہدیداران کا انتخاب کیا گیا جو کہ مندرجہ ذیل ہے:۔

Chair: Siobhain McDonaugh MP

Vice Chair: Stephen Hammond MP

Secretary: Lord Graham Tope

Treasurer: Mike Gapes MP

اس گروپ کے انتظامی امور میں یوکے جماعت مدد کرے گی۔ مہمانوں میں Tom MP Virendra Brake MP,Jane Ellison Sharma MP اور Lord Eric Avebury کے علاوہ جماعت احمدیہ کے قریباً 30 عہدیداران اور ''وانڈزورتھ گارڈین'' کے نمائندہ Omar Oakes شامل تھے۔ Siobhain McDonaugh MP نے Omar Oakes کا شکریہ ادا کیا جن کی وجہ سے ان میں یہ حوصلہ پیدا ہوا کہ وہ اس گروپ کو قائم کریں۔ OmarOakes نے جماعت کے ساتھ بین الاقوامی اور خاص طور پر پاکستان میں صورت حال کی وجہ سے یوکے میں پیدا ہونے والے مسائل کے بارہ میں اپنے لوکل اخبار میں نشاندہی کی تھی۔ اس گروپ کے قیام کا مقصد بیان کرتے ہوئے Siobhain نے کہا کہ یہ گروپ پارلیمنٹ میں جماعت احمدیہ کو یوکے اور بین الاقوامی طور پر promote کرنے میں مددگار ہوگا۔

مکرم امیر صاحب یوکے نے اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ بیان کرتے ہوئے جماعت کے بنیادی عقائد کے بارہ میں ممبران کو آگاہ کیا۔ انہوں نے احمدیوں کے ساتھ سلوک اور persecution کی تاریخ بیان کی انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ پاکستان کے علاوہ اب برطانیہ میں بھی احمدیوں کے خلاف نفرت، ناروا سلوک اور تشدد کی آگ پھیلائی جا رہی ہے۔ کئی تنظیمیں جماعت کے خلاف نفرت پھیلا رہی ہیں اور ایسے واقعات بھی سامنے آئے ہیں جہاں احمدی دکانوں کا بائیکاٹ کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک کیس میں مذہبی بنیاد پر ایک احمدی کو کامیابی ملی ہے۔ سکولوں میں بھی احمدی بچوں کے ساتھ مذہبی بنیاد پر غنڈہ گردی کی جا رہی ہے۔ بعض ٹی وی چینلز پر نفرت کے پیغام بھی نشر ہو رہے ہیں۔ امیر صاحب نے کہا کہ متعلقہ حکام کو اس قسم کے رویہ کے ساتھ فوراً نمٹنا چاہئے کیونکہ یہ نفرت شیعہ اور عیسائی کمیونیٹیز تک بھی پھیل رہی ہے۔ BBC Panorama پروگرام کی بھی تعریف کی گئی جس نے ایسی نفرت کی مہم کو بے نقاب کیا۔

امیر صاحب نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کمیٹی کو ان خدمات کی طرف بھی توجہ دلائی جو احمدی باشندے اس ملک کیلئے سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ Siobhain McDonaugh اور امیر صاحب نے مکرم طارق بی ٹی صاحب کو لارڈ کا خطاب ملنے پر مبارکباد دی۔ امیر صاحب نے یہ بھی بتایا کہ احمدی جماعت ایک پُر امن جماعت ہے اور امن کیلئے وہ دن رات کام میں مصروف ہے۔ انہوں نے سامعین کو بتایا کہ جماعت Love For All, Hatred For None کے تحت کام کر رہی ہے اور ہیومینیٹی فرسٹ تنظیم کے کشمیر، انڈونیشیا، ہیٹی، سری لنکا اور پاکستان میں کاموں کا ذکر کیا۔

Lord Eric Avebury جو پارلیمنٹری ہیومن رائٹس گروپ کے نائب چیئر مین ہیں نے اپنی تقریر میں پاکستان میں احمدیوں کی تکالیف کا پس منظر بیان کیا انہوں نے سفارش کی کہ برطانوی قوانین کا جائزہ لیا جائے تا کہ ایسی نفرت انگیز سرگرمیوں کو روکا جائے۔ انہوں نے پارلیمنٹری ہیومن رائٹس گروپ کی دو رپورٹس پیش کیں۔

آخر پر انہوں نے ہیومینیٹی فرسٹ کے کاموں کی تعریف کی اور کہا کہ ایک طرف مجلس ختم نبوت نہیں چاہتی کہ حالیہ سیلاب میں کسی احمدی کی مدد کی جائے اور دوسری طرف ہیومینیٹی فرسٹ نے مذہب، رنگ اور نسل کی تفریق نہ کرتے ہوئے ہر ایک کی مدد کی۔

احمدیہ کمیونٹی کی آل پارٹی پارلیمنٹری گروپ میں 26 ممبرز آف پارلیمنٹ اس وقت تک شامل ہو چکے ہیں۔

❁❁❁❁❁❁

مکرم طارق احمد بی ٹی صاحب کا ہاؤس آف لارڈز میں بطور لارڈ تقرر

موصوف پہلے احمدی ہیں جنہیں اس اعزاز سے نوازا گیا ہے۔

مکرم طارق احمد بی ٹی صاحب ولد مکرم چوہدری منصور احمد بی ٹی صاحب کو نومبر 2010ء میں لارڈ کے خطاب سے نوازا گیا۔ مکرم امیر صاحب یوکے رفیق احمد حیات صاحب نے ان الفاظ میں ان کو مبارکباد دی:

''ہم طارق کو یہ نمایاں اعزاز پانے پر مبارکباد دیتے ہیں اور یہ موقع انہیں ملک کی خدمت کرنے میں مدد کرے گا۔ احمدی ہونے کی حیثیت سے ہمارا یقین ہے کہ ملک کی خدمت اور بنی نوع انسان کی بقا کیلئے معاشرے کو بہتر بنانا ایمان کا حصہ ہے اور عوام کی خدمت میں مشغول رہنا ایک خوش قسمتی ہے۔ اس کا عملی طور پر اظہار کرنے میں طارق نے مثالی کام کیا ہے۔ ہاؤس آف لارڈز میں ترقی انہیں موقع فراہم کرے گی کہ وہ اس کام کو مزید آگے بڑھائیں۔ طارق غیر معمولی اوصاف اور ایمانی صفات والے انسان ہیں، اور اچھائی کیلئے ان کی انکساری اور قربانی کے جذبے جیسی صفات پارلیمنٹ میں ان کے کام کو بہتر کرے گی۔ ہم انہیں اس نئے مقام پر ہر لحاظ سے کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں جو کہ اس اعلیٰ سطح پر باقیوں کیلئے ایک نمونہ ہے۔''

مکرم طارق بی ٹی صاحب کا یہ اعزاز پانے کے بعد وینس چینل پر دوبارا انٹرویو ہوا جس میں بہت سارے احباب نے فون کر کے انہیں مبارکباد دی اور نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ لارڈ طارق احمد Conservative Party کے نائب چیئر مین ہیں۔ ملکہ برطانیہ اور حکومت کی طرف سے مورخہ 19/نومبر 2010ء کو 54 نئے peers کا اعلان ہوا جن میں طارق کے علاوہ دو اور ....شامل ہیں۔ Conservative Party کی طرف سے طارق تیسرے............لارڈ ہوں گے۔

لارڈ طارق جماعت کے بہت فعال رکن ہیں اور 2003ء سے 2009ء تک مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کے نائب صدر رہ چکے ہیں۔ حال ہی میں MTA کے ایک پروگرام Faith Matters کی میزبانی کرتے رہے ہیں۔ ہاؤس آف لارڈز میں طارق کی تقرری ان کی Conservative Party کیلئے وسیع شراکت کے علاوہ commerce اور business میں ان کے کاموں کی وجہ سے ہوئی جو تقریباً 19 سال پر مشتمل ہے۔ فی الحال وہ ایک معروف trading and commodities firm کے Director of Marketing & Corporate Strategy کے عہدہ پر فائز ہیں۔

2008ء میں Conservative Party کے نائب چیئر مین بنے اور 2002ء سے ومبلڈن کے Tory Councillor ہیں۔ اس کے علاوہ موصوف Deputy Chairman of the Wimbledon Conservative Association (1997-2002), Deputy Chairman of the London Councils Transport & Environment Committee (2006-2008) اور اپنی پارٹی کی طرف سے 2005ء کے الیکشن میں کرائیڈن نارتھ سے نمائندگی کی۔

مورخہ 18/دسمبر 2010ء کو مجلس عاملہ یوکے کی میٹنگ میں لارڈ طارق کو مدعو کیا گیا۔ اس موقع پر مکرم امیر صاحب یوکے نے لارڈ طارق کو تحائف پیش کئے اور ان کے اعزاز میں کھانا ہوا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس نئے عہدہ پر بہترین کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور کامیابی سے نوازے۔ آمین۔

(الفضل انٹرنیشنل 8/اپریل 2011ء)

❁❁❁❁❁❁

میں ضرور صدقات دیتا

❁ غریب اور مستحق دل کے مریضوں کی مالی معاونت کے لئے ''نادار مریضان'' کے نام سے ایک مد قائم ہے۔ احباب جماعت اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

''اور خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں دیا ہے پیشتر اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے تو وہ کہے اے میرے رب! کاش تو نے مجھے تھوڑی سی مدت تک مہلت دی ہوتی تو میں ضرور صدقات دیتا اور نیکو کاروں میں سے ہو جاتا'' (المنافقون:11)

(ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

محمد طاہر ندیم صاحب۔عربی ڈیسک یو۔کے

مصالح العرب۔عرب اور احمدیت

(قسط نمبر 19)

مدیر "رابطہ اسلامیہ" کی قادیان تشریف آوری

وسط اپریل 1939ء میں عالم اسلام کے دو مشہور عالم قادیان کی شہرت سن کر مرکز احمدیت میں تشریف لائے۔ 1۔حاجی موسیٰ جار اللہ 2۔الاستاذ عبد العزیز ادیب مدیر ماہنامہ "رابطہ اسلامیہ" دمشق۔

ان میں علامہ موسیٰ جار اللہ جو کہ روسی ترک عالم تھے اور عربی زبان پر عبور رکھتے تھے جماعت کے عقائد و تعلیمات سے بہت متاثر ہو کر گئے اور تین سال بعد اپنی کتاب "اوائل السور" میں فیضان نبوت اور معراج کے بارہ میں جماعت احمدیہ کے نظریہ کی تائید کی۔

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 619)

نظام نو اور عباس محمود عقاد کی مدح سرائی

چالیس کی دہائی میں جب دنیا ابھی دوسری عالمی جنگ کی تباہ کاریوں سے نبرد آزما تھی۔ ایسے حالات میں 1942ء کے جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے "نظام نو" کے عنوان سے ایک معرکۃ الآراء خطاب فرمایا جس میں مختلف دینی اور سیاسی نظاموں پر مفصل تبصرہ کرتے ہوئے دینی نظام کا غربت اور فقر اور مایوسی کی کیفیات سے نکالنے پر قادر ہونا اور جملہ مشکلات کا واحد کارآمد حل ہونا ثابت کیا۔

بعد میں جب یہ عظیم الشان خطاب انگریزی میں ترجمہ ہو کر دنیا میں نشر ہوا تو اس کی ایک کاپی مصر کے مشہور و معروف ادیب عباس محمود عقاد تک بھی پہنچی جسے پڑھ کر انہوں نے اس پر ریویو لکھا جس میں کتاب کے خلاصہ کے علاوہ مؤلف کے تبحر علمی کا بھی اعتراف کیا۔ واضح رہے کہ عباس محمود عقاد سو سے زیادہ کتابوں کے مؤلف، قادر الکلام شاعر ادیب اور عربی ادب کے اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

یہاں پر ان کے ریویو میں سے ایک اقتباس بطور نمونہ پیش ہے، لکھتے ہیں:

یعنی اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مؤلف عالمی نظام کو غربت کے مسئلہ کے حل کی طرف راہنمائی کرتا ہے یا یوں کہہ لیں کہ مؤلف دولت کی اقوام عالم کے مابین تقسیم کے مسئلہ کا حل پیش کرتا ہے اور اس بات میں کچھ شک نہیں ہے کہ مؤلف ان تمام نئے نظاموں سے بخوبی واقفیت رکھتا ہے جن کے ذریعہ اس مشکل کا حل ڈھونڈنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

(مجلۃ "الرسالۃ" شمارہ 699 تاریخ اوّل محرم 1366ھ)

سیرالیون میں مقیم لبنانی احمدیوں کا ذکر خیر

مکرم چوہدری محمد شریف صاحب کے حوالے سے لبنانی احمدیوں کا ذکر ہوا تو یہاں پر سیرالیون میں مقیم بعض لبنانی احمدیوں کا بھی ذکر کرتے چلتے ہیں۔ "روح پرور یادیں" میں مکرم مولوی محمد صدیق صاحب گورداسپوری سابق مربی انچارج سیرالیون کی زبانی دو مخلص لبنانی احمدیوں کا ذکر درج ہے جو معمولی تصرف کے ساتھ نذر قارئین کیا جاتا ہے۔

مکرم سید حسن محمد ابراہیم الحسینی

مکرم سید حسن محمد ابراہیم الحسینی سیرالیون کی جماعت کے ایک نہایت مخلص اور عالم دین رکن تھے۔ حضرت رسول پاک ﷺ اور حضرت مسیح موعود سے انہیں مثالی تعلق محبت و عشق تھا اور سلسلہ احمدیہ سے والہانہ عقیدت رکھنے والے لبنانی عرب دوست تھے۔ سیرالیون میں جہاں احمدیت کا پیغام پہنچانے میں الحاج مولانا نذیر احمد علی کو خاص توفیق ملی وہاں مقامی طور پر احمدیت کی اشاعت کے سلسلہ میں سید حسن مرحوم کی کوششیں بھی ناقابل فراموش ہیں۔

سید حسن مرحوم 1927ء میں لبنان سے سیرالیون جا کر تجارت وغیرہ کرنے لگے۔ سیرالیون میں احمدیہ مشن کھلنے سے بہت پہلے ہی مرحوم کو بعض عربی اور انگریزی رسائل کے ذریعہ حضرت مسیح موعود کی آمد کا علم ہو چکا تھا اور وہ اس کوشش میں تھے کہ کسی ذریعہ سے انہیں اس بارہ میں تفصیلی معلومات حاصل ہوں۔ چنانچہ 1937ء میں جب حضرت مولانا نذیر احمد علی سیرالیون میں باقاعدہ احمدیہ مشن کھولنے کیلئے تشریف لے گئے تو اس وقت سید حسن مرحوم سیرالیون کے جنوبی صوبہ کے ایک گاؤں "باؤماہون" میں کاروبار کرتے تھے۔ یہ گاؤں اس وقت سونے کی کانوں کی وجہ سے تجارت کا مرکز تھا۔ جب سید حسن صاحب کو الحاج مولانا علی کی آمد کا علم ہوا تو انہوں نے فوراً مولانا کو "باؤماہون" آنے کی دعوت دی جس پر مولانا وہاں تشریف لے گئے اور ان کی دعوت سے نہ صرف حسن صاحب نے احمدیت قبول کر لی بلکہ کثیر تعداد میں افریقن لوگ بھی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو گئے۔

قبول احمدیت کے بعد سید حسن کی ان کے ہم وطن لبنانی تاجروں کی طرف سے شدید مخالفت شروع ہو گئی مگر آپ کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہ آئی بلکہ آپ ایمان کی مضبوطی اور اخلاص و قربانی میں ترقی کرتے چلے گئے اور اپنے لبنانی ہم وطنوں اور دیگر عرب تاجروں میں شب و روز دعوت الی اللہ کرنے لگے جس کے نتیجہ میں خدا کے فضل سے آپ دو اور لبنانی خاندانوں کو احمدیت کی آغوش میں لانے میں کامیاب ہو گئے۔ یعنی سید امین خلیل سلکیکی مرحوم اور سید محمد حدرج صاحب کے خاندان۔ مکرم سید محمد حدرج اور ان کی اولاد خدا تعالیٰ کے فضل سے اب جماعت احمدیہ سیرالیون کے خاص اور فدائی ممبران میں شمار ہوتے ہیں۔ مربیان کرام سے ان کا تعاون اور محبت اور مرکز سے ان کی عقیدت دیکھ کر طبیعت باغ باغ ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کی اولاد کو صحت و سلامتی سے رکھے اور اخلاص میں ترقی دے۔ آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی مدح میں عربی قصیدہ

سید حسن ابراہیم جب تک زندہ رہے نظام سلسلہ کی پابندی، خلیفہ وقت کی اطاعت اور مربیان کرام سے تعاون اور ان کی خدمت کرنے کو اپنا فرض سمجھتے رہے۔ خلیفہ وقت کی زیارت کے لئے مرکز سلسلہ میں آنے کے لئے بے تاب رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعائیں سنیں اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث 1970ء میں مغربی افریقہ کے دورہ پر تشریف لے گئے اس موقعہ پر سید حسن صاحب نے حضور کی مدح میں ایک عربی قصیدہ کہا اور حضور کی موجودگی میں خود اجلاس عام میں پڑھ کر سنایا۔ قصیدہ پڑھتے وقت ان پر ایسی رقت کی کیفیت طاری تھی کہ گویا وہ عشق و محبت کی کوئی واردات بیان کر رہے ہیں۔

جنوری 1971ء میں وہ کچھ عرصہ کے لئے لبنان چلے گئے کیونکہ ان کے تین بچے وہاں تعلیم پاتے تھے۔ لبنان سے وہ ربوہ (پاکستان) جانے کا ارادہ رکھتے تھے تا کہ اپنی بقیہ زندگی وقف کر کے اپنے آپ کو حضور کی خدمت میں پیش کر دیں مگر زندگی نے وفا نہ کی اور آپ لبنان میں اپنے گاؤں میں مختصر علالت کے بعد مارچ 1972ء میں وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ انکے درجات بلند کرے اور انہیں اپنی رحمتوں بھری جنت نصیب کرے۔ آمین

مکرم سید امین خلیل سلکیکی

سید امین خلیل سلکیکی مرحوم بھی سیرالیون احمدیہ جماعت کے ایک نہایت مخلص فدائی اور جان نثار احمدی تھے۔ یوں تو مرحوم کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے دیرینہ محبت و عقیدت تھی اور وہ وقتاً فوقتاً احمدیہ مشن کی اعانت فرماتے رہتے تھے مگر سلسلہ میں باقاعدہ طور پر دسمبر 1946ء میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد قربانی ایثار اور اخلاص کا وہ اعلیٰ درجہ کا نمونہ پیش کیا جس کی مثال بہت کم دیکھنے میں آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود اور حضرت مصلح موعود کے ذکر پر فرط محبت سے بے اختیار ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ آپ فی الواقعہ حضرت مسیح موعود کے الہام: يصلون عليك أبدال الشام کے مصداق تھے۔ سیرالیون احمدیہ مشن کے ابتدائی مشکل اوقات میں آپ اکثر مالی امداد فرماتے رہے، مربیان سے محبت اور خندہ پیشانی سے پیش آنا ان کا خاصہ تھا۔ جب بھی ان کے ہاں جانا ہوا انہیں یہی کہتے سنا کہ میرا گھر مجاہدین احمدیت کے لئے وقف ہے اور ان کی خدمت میرے لئے عین سعادت ہے۔

انہیں یہ بھی شدید خواہش تھی کہ ان کی اولاد بھی خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ ہو اور ان کے دلوں میں احمدیت کی محبت گھر کر جائے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ایک بیٹے عزیز علی امین کو چھوٹی عمر میں ہی تعلیم کی غرض سے ربوہ بھجوا دیا۔

ایک مرتبہ انہوں نے ہمیں بتایا کہ شروع میں جب انہوں نے احمدیت قبول کی تو ان کی اہلیہ احمدی ہونے پر راضی نہ تھیں۔ ان کے بھائی سخت مخالف تھے۔ تاہم وہ انہیں متواتر دعوت الی اللہ کرتے اور سمجھاتے رہے۔ اس دوران ان کا بیٹا امین سخت بیمار ہو گیا۔ اسے علاج کے لئے "مکبورکا" سے تقریباً 15 میل دور ایک شہر "مکینی" لے جایا گیا مگر وہاں اس کی حالت زیادہ خراب ہو گئی اور ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے کر ہسپتال سے رخصت کر دیا۔ آخر بوقت شب ان کی اہلیہ نے متواتر دعا کی کہ اے شافیٔ مطلق خدا! اگر سیدنا احمد واقعی سچے مہدی اور امام وقت ہیں تو ان کی صداقت کے صدقے میرے اس بچے کو اب بغیر دوا کے ہی اپنے فضل سے شفاء عطا فرما دے۔

رات کو وہ اپنے بچے کے پاس بیٹھی بڑے عجز وانکسار سے یہ دعا کرتی رہیں اور صبح کیا دیکھتی ہیں کہ بچے کی بیماری میں بہت حد تک کمی واقع ہو چکی ہے۔ چنانچہ وہ اسی حالت میں بچہ کو واپس "مکبورکا" اپنے گھر لے آئیں اور سارا واقعہ اپنے خاوند سید امین صاحب کو کہہ سنایا۔ الحمد للہ کہ اس کے بعد

ایک دو روز میں بچہ کو اللہ تعالیٰ نے کامل صحت عطا فرمادی۔ اسی قسم کے قبولیت دعا کے ایک دو اور واقعات سنا کر انہوں نے بتایا کہ اس طرح ان کی اہلیہ کو بھی شرح صدر ہو گیا اور انہوں نے بھی بیعت کرلی۔

اپریل 1960ء میں وہ سخت بیمار ہو گئے اور کچھ عرصہ فری ٹاؤن اور ''بو'' کے ہسپتالوں میں زیرِ علاج رہے جہاں پر بار بار اس امر کا ذکر کیا کہ میں اپنی جائیداد کا تیسرا حصہ خدمت دین کے لئے وقف کرنا چاہتا ہوں اور صحت ہونے پر انشاء اللہ وصیت کردوں گا۔ جب بھی ہم تیمارداری کے لئے جاتے وہ باوجود شدید نقاہت کے حضرت مسیح موعود اور احمدیت کی صداقت کا ذکر شروع کردیتے۔

ایک دفعہ کہنے لگے کہ میری یہ شدید خواہش ہے کہ سیدنا محمود کی زیارت نصیب ہو مگر صحت اجازت نہیں دیتی، پھر روتے ہوئے کہنے لگے کہ اگر ہو سکے تو اب میری یہ آرزو پوری کردی جائے کہ میری وفات کے بعد میری میّت کو میرے خرچ پر قادیان لے جا کر سیدنا حضرت احمد کے قدموں میں دفن کیا جائے۔ لیکن افسوس ہے کہ ان کے غیر احمدی رشتہ داروں نے ان کی وفات کے بعد انہیں وہیں دفن کردیا جہاں وہ اور ان کا خاندان کاروبار کرتا تھا۔

ان کی وفات قصبہ ''بیلے'' میں 12 اور 13 ستمبر 1960ء کی درمیانی شب کو ہوئی۔ مکرم مولوی شیخ نصیر الدین صاحب سابق امیر جماعتہائے احمدیہ سیرالیون نے جنازہ پڑھایا جس میں احمدی احباب کے علاوہ شامی، لبنانی اور افریقن دوست بھی کثرت سے شامل ہوئے۔

(ماخوذ از روح پرور یادیں صفحہ 519 تا 523)

لوگنڈا (Luganda) زبان میں ترجمہ قرآن مجید

مکرم نصیر احمد قمر صاحب

لوگنڈا (Luganda) ملک یوگنڈا (Uganda) کی مرکزی زبان ہے اور قریباً دس ملین افراد یہ زبان بولتے ہیں۔ اس زبان کو بولنے والے زیادہ تر جنوبی یوگنڈا میں پائے جاتے ہیں۔ اسی حصہ میں ملک کا دارالحکومت کمپالا (Kampala) بھی واقع ہے۔ لوگنڈا زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کے کام کا آغاز خلافت ثالثہ میں مکرم مولانا عبدالکریم صاحب شرما مربی سلسلہ کی نگرانی میں 1961ء میں بعض غیر احمدی مترجمین کے ذریعہ سے ہوا۔ اس وقت قرآن مجید کے تیسویں پارہ کا لوگنڈا ترجمہ کمپالا سے شائع کیا گیا۔

قرآن مجید کے پہلے پانچ پاروں کے لوگنڈا ترجمہ کا کام 1962ء میں مکرم مولانا عبدالکریم صاحب شرما مربی سلسلہ کی نگرانی میں مکرم Zakaria Bulwadda Kizito صاحب نے شروع کیا۔ 1963ء میں باقاعدہ ایک ترجمہ کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں مکرم زکریا کزیٹو صاحب کے ساتھ الحاج ابراہیم Senfuma اور مکرم الحاج سلیمان کے موانجے (S.K.Mwanje) بھی شامل ہوئے۔ مکرم سلیمان موانجے صاحب اس کمیٹی کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔ 1965ء میں یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔

قرآن مجید کے بقیہ 25 پاروں کے لوگنڈا ترجمہ کا کام مکرم مولانا جلال الدین قمر صاحب مربی سلسلہ کی نگرانی میں نئے عزم اور ولولہ کے ساتھ شروع ہوا اور اب پہلے سے موجود ترجمہ کمیٹی کے علاوہ حسب ذیل افراد بھی اس کمیٹی میں شامل کئے گئے۔ مکرم الحاج Zaidi Lwaki صاحب اور مکرم الحاج Sulimani Mulumba صاحب۔

1974ء میں جماعت کے مشن ہیڈکوارٹر میں Wandegeya بیت الذکر میں یہ کام مکمل ہوا اور اسی سال کمپالا سے لوگنڈا زبان میں مکمل قرآن مجید کا ترجمہ پہلی بار شائع ہوا۔

مشرقی افریقہ کی زبانوں میں اس سے پہلے سواحیلی زبان میں جماعت کی طرف سے ترجمہ قرآن کریم شائع ہو چکا تھا۔ لوگنڈا ترجمہ کے لئے سواحیلی ترجمہ قرآن کو بنیاد بنایا گیا۔ چنانچہ اس ترجمہ کے ساتھ مختصر تفسیر بھی شامل تھی۔

جب یہ ترجمہ قرآن شائع ہوا تو مخالف علماء کی طرف سے اس پر سخت غم و غصہ کا اظہار کیا گیا کیونکہ ان علماء کے نزدیک قرآن مجید کا عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرنا کفر کے مترادف ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ جماعت کی طرف سے اس ترجمہ کی اشاعت کے بارہ سال بعد مسلمانوں کے نیشنل چیف قاضی کی طرف سے لوگنڈا ترجمہ قرآن شائع کیا گیا۔ لیکن علماء نے اس ترجمہ کو ہر لحاظ سے غیر معیاری قرار دیتے ہوئے اسے رد کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے اس ترجمہ قرآن کو اتنی مقبولیت حاصل ہوئی کہ غیر از جماعت مسلمانوں کے نیشنل چیف قاضی نے اس وقت کے یوگنڈا کے حکمران عیدی امین Dada کو اس بات پر اکسایا کہ وہ جماعت احمدیہ پر اور اس کے شائع کردہ ترجمہ قرآن مجید پر پابندی عائد کرے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور حکومت نے لوگنڈا ترجمہ قرآن کریم کے تمام نسخے ضبط کر کے یوگنڈا مسلم سپریم کونسل کے حوالہ کردیئے تاکہ وہ انہیں جلا دیں۔ اس وقت جماعت احمدیہ کے شائع کردہ لوگنڈا ترجمہ قرآن کا ہدیہ فی نسخہ اسّی (80) شلنگ تھا۔ جب یہ نسخے مسلم سپریم کونسل یوگنڈا کے قبضہ میں آئے تو انہوں نے ان نسخوں کو جلایا تو نہیں تاہم فی نسخہ تین سو شلنگ کے حساب سے ملک بھر میں اس ترجمہ کو فروخت کر کے رقم اپنے تصرف میں لے آئے۔ حکومت اور مسلم سپریم کونسل یوگنڈا کا یہ اقدام کسی لحاظ سے بھی انصاف کے تقاضوں کے مطابق نہیں تھا۔ لیکن اس کا ایک فائدہ یہ ضرور ہوا کہ سارے ملک میں جماعت احمدیہ کے ترجمہ قرآن کو شہرت ملی اور اس طریق پر خود جماعت کے معاندین کے ذریعہ کثیر تعداد تک جماعت کی خدمت قرآن اور صحیح ترجمہ و تفسیر کا فیض پہنچ گیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگنڈا ترجمہ قرآن کا دوسرا ایڈیشن 1984ء میں Gresham Press ووکنگ، انگلستان سے شائع ہوا۔ اس ایڈیشن کی تیاری کے سلسلہ میں مکرم شیخ محمد علی کائرے صاحب مربی سلسلہ کو خدمت کی خاص طور پر توفیق ملی۔ آپ جامعہ احمدیہ ربوہ سے فارغ التحصیل پہلے لوکل مربی ہیں۔

لوگنڈا ترجمہ قرآن کا تیسرا ایڈیشن 2007ء میں Williams Clowes پریس انگلستان سے شائع ہوا۔ اس ایڈیشن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی ہدایت کے مطابق صرف ترجمہ اور چند آیات پر تشریحی نوٹس شامل کئے گئے اور تفسیر کا حصہ حذف کردیا گیا۔ اسی طرح اس کے آخر پر مضامین کا ایک انڈیکس بھی شامل کیا گیا۔ اس ایڈیشن کی تیاری میں حسب ذیل افراد کو خدمت کی سعادت حاصل ہوئی۔ مکرم یوسف علی کائرے صاحب (چیئرمین کمیٹی)، مکرم محمد علی کائرے صاحب، مکرم اسرائیل Lutaliga، مکرم آدم حمید Sembajwe صاحب، مکرم الحاج سلیمان Mwanje صاحب، مکرم اسماعیل Mweru صاحب، مکرم Badru Lubowa صاحب۔

اس ایڈیشن کی کمپوزنگ اور سیٹنگ وغیرہ کمپیوٹر پر ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کتابت و طباعت ہر دو لحاظ سے یہ پہلے ایڈیشنز سے بہت معیاری اور خوبصورت ہے۔

مکرم الحاج عبدالحمید خورشید آفندی صاحب

30 کی دہائی کے تاریخی واقعات میں ایک اہم واقعہ مکرم الحاج عبدالحمید خورشید آفندی صاحب آف مصر کا ہے جسے مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب نے اپنی تالیف ''السیرۃ المطہرۃ'' میں یوں درج کیا ہے:

الحاج عبدالحمید خورشید آفندی صاحب کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ پہلے مصری احمدی ہیں جو قادیان میں وارد ہوئے۔ یہ 1936ء کی بات ہے کہ قادیان میں جب آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں بغرض ملاقات حاضر ہوئے تو عرض کی کہ میری شادی کو 15 سال ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک اولاد کی نعمت سے محروم ہیں۔ حضور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نیک اولاد کی نعمت سے نوازے۔ حضور نے فرمایا کہ میں آپ کے لئے دعا کروں گا۔

قادیان میں کچھ وقت گزارنے کے بعد جب آپ کی مصر واپسی کا وقت آیا تو آفندی صاحب حضور کے ساتھ الوداعی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ اس ملاقات میں حضور نے انہیں فرمایا کہ میں نے آپ کے لئے دعا کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمالی ہے کہ وہ آپ کو جلال الدین اور شمس الدین اور عائشہ عطا فرمائے گا۔ یہ خوشخبری سن کر آفندی صاحب کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ مصر واپس آنے کے چند ماہ کے بعد ہی ان کی بیوی حاملہ ہوئیں اور انہوں نے لوگوں کو بتانا شروع کردیا کہ میرے ہاں جلال الدین پیدا ہوگا۔ بعض احمدیوں نے انہیں کہا کہ شاید پہلے عائشہ پیدا ہو جائے اس لئے اتنے یقین کے ساتھ صرف لڑکے کی خبر لوگوں میں پھیلانا شاید مناسب نہ ہو۔ لیکن آپ کا حضرت مصلح موعود کی پیشگوئی کے پورا ہونے پر اس قدر پکا یقین تھا کہ آپ نے ان کو جواب دیا کہ جس ترتیب کے ساتھ حضور نے مجھے بشارت دی ہے اسی ترتیب کے ساتھ ہی یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پہلے ان کے ہاں جلال الدین پیدا ہوا پھر شمس الدین اور آخر میں عائشہ۔

مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب نے یہ واقعہ (السیرۃ المطہرۃ) میں بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ جلال الدین ان کا دوست تھا جس کی بعد میں بیس پچیس سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ ان کی وفات پر الحاج عبدالحمید خورشید صاحب نے صبر کا اعلیٰ نمونہ دکھایا اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت تھی چنانچہ اللہ نے اپنی امانت واپس لے لی۔

(ماخوذ از السیرۃ المطہرۃ تالیف مصطفیٰ ثابت صاحب صفحہ 322 تا 324)

ڈھائی ہزار سال پہلے کا یونان

ہیروڈوٹس لکھتا ہے کہ یونان نے ایرانی شہنشاہ واریوش کے زمانے میں جتنی مصیبتیں اٹھائیں اتنی مصیبتیں بیس نسلوں نے بھی نہیں اٹھائی ہوں گی۔

ہم اس وقت آج سے 2ہزار 511 برس پہلے کے یونان کی بات کررہے ہیں۔ وہ سیاسی اور معاشی اعتبار سے یونان کے عروج کا زمانہ تھا۔ یونان کے تجارتی جہاز سپین کے مشرقی ساحل سے لے کر بحر اسود کے شہروں تک جاتے تھے۔ دل ڈیوراں لکھتا ہے کہ یونان کو اپنی ترقی اور خوشحالی کی سزا بھگتنی پڑی۔ جیسا کہ تاریخ میں اکثر ہوتا رہتا ہے کہ ''چھوٹی چھوٹی ترقی پذیر اور خوشحالی کی طرف تیزی سے گامزن قومیں جلد کسی بڑھتی پھیلتی زبردست سیاسی طاقت کی زد میں آجاتی ہیں۔ یونان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا''۔

اس زمانے کی دنیا میں جو ملک بلکہ جو سلطنت انتہائی طاقتور تھی اور جس کے پرچم درہ دانیال سے لے کر خلیج کیپسٹن تک لہرا رہے تھے وہ ایران کی سلطنت تھی جس کا شہنشاہ دارا اول تھا۔ 512 قبل مسیح میں دارا اول اپنے عظیم الشان لشکر کے ساتھ خلیج باسفورس کو عبور کرتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے تھریس اور مقدونیہ کو فتح کر کے اپنی مملکت میں شامل کرلیا۔ اس وقت ایران کی سلطنت دنیا کی سب سے بڑی سلطنت تھی اور اس میں افغانستان، شمالی ہندوستان میں عرب ترکستان، میسوپوٹیمیا، مصر، قبرص، فلسطین، شام تھریس اور مقدونیہ ایسے ممالک شامل تھے۔ صرف یونان ایک ایسا ملک تھا جو ابھی تک دارا اول کے قبضے میں نہیں آیا تھا۔ حقیقت یہ تھی کہ شہنشاہ ایران دارا نے کبھی یونان کا نام بھی نہیں سنا تھا۔ دل ڈیوراں لکھتا ہے۔

بحیرہ روم میں دارا اول کی معلومات صرف آیونیا تک ہی محدود تھیں اور اس نے پہلی بار یونانیوں کے بارے میں سنا تو اپنے مشیروں سے پوچھا یہ یونانی لوگ کون ہیں؟

اس وقت ایک اور واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ ایشیائے کوچک میں جو یونانی شہر ایرانیوں کے قبضے میں تھا انہوں نے اپنے ایرانی گورنروں کو ختم کرکے آزادی کا اعلان کر دیا۔ ارسطاً گوراس تحریک آزادی کا سربراہ تھا۔ وہ مدد کے لئے سپارٹا پہنچا مگر سپارٹا والوں نے مدد سے انکار کردیا۔ وہاں سے یہ شخص ایتھنز گیا اور وہاں کی یونانی حکومت سے فوجی مدد کی درخواست کی تاکہ یونانی مقبوضات کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایرانی تسلط سے آزاد کرالیا جائے۔ ایتھنز والوں نے انقلاب کی تقویت کے لئے ارسطا گوراس کو بیس بحری جنگی جہاز دے دیئے۔ آیونیا کے سمندر میں مقابلہ ایران کے بہت بڑے جنگی بحری بیڑے سے ہوا۔ پہلے تصادم میں ہی یونانی بیڑے کو شکست فاش ہوئی۔ دارا اول نے آیونیا میں زبردست قتل عام کیا اور یونان کے تمام باغی شہروں پر اپنا قبضہ پھر سے بحال کرلیا۔

دارا اول کو اس بات کی سخت خار تھی کہ یونان نے باغیوں کی مدد کی تھی اور انہیں بیس جنگی جہاز دیئے تھے۔ اس وقت دارا اول نے یونان فتح کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ اس زمانے میں یونان اور ایران کی فوجی طاقت کا موازنہ ایک اور سو کا تھا۔ یعنی یونان کے ایک سپاہی کے مقابلے میں ایران کے پاس سو سپاہی تھے۔ یونان کے ایک بحری جہاز کے مقابلے میں ایران کے پاس سو بحری جہاز تھے۔

چنانچہ 491 قبل مسیح میں ایران کے چھ سو جنگی جہازوں کا بیڑا ایرانی جرنیل داتیس کی قیادت میں دو لاکھ فوجیوں کے ہمراہ بحیرہ ایجنٹس میں ساموس سے نکل کر یوبوٹے کے ساحل پر پہنچ گیا۔ یوبوٹے نے بغیر لڑے ہتھیار ڈال دیئے۔ ایرانی بیڑا خلیج کو عبور کرنے کے بعد اٹیکا پہنچ گیا۔ اٹیکا میں مراتھن کے میدان میں ایرانی سپاہ خیمہ زن ہوگئی۔ کیونکہ ایرانی جرنیل کی منصوبہ بندی کے مطابق مراتھن کے میدان میں وہ اپنی گھوڑ سوار سپاہ کو بڑی خوبی سے لڑاسکتا تھا۔ میدانی لڑائی میں ایرانیوں کو یونانیوں کے مقابلے میں برتری حاصل تھی۔

جب یہ خبر یونان پہنچی تو سارے یونان پر غم کے بادل چھا گئے۔ انہیں معلوم تھا کہ ایران کے عظیم الشان فوجی طاقت کو آج تک شکست نہیں ہوئی۔ تو پھر یونان ایسا چھوٹا سا ملک جو فوجی اعتبار سے بھی ایرانیوں کے مقابلے میں بے حد کمزور ہے اور اندرونی سیاسی انتشار اور نفاق کا بھی شکار ہے اتنی بڑی طاقت کا کیسے مقابلہ کر سکے گا۔ یونان کی شمالی ریاستیں ایران کی فوجی طاقت سے خوفزدہ تھیں۔ سپارٹا نے بادل نخواستہ جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ دوسری ریاستوں نے بھی اپنے کچھ فوجی دستے ایرانیوں کے مقابلے کے لئے روانہ کر دیئے۔ ایتھنز میں غلاموں کو آزاد کر کے زبردستی ان کی ایک فوج تیار کی گئی اور انہیں ایرانی فوج سے مقابلے کے لئے مراتھن روانہ کر دیا گیا۔ جب متحارب فوجوں کا مقابلہ شروع ہوا تو یونانی فوجوں کی تعداد کل ملا کر بیس ہزار تھی جبکہ ایرانی فوج کی تعداد ایک لاکھ تھی۔

ایرانی فوج کی ایک کمزوری تھی۔ ایرانی بہادر ضرور تھے مگر وہ زیادہ تر انفرادی لڑائی کے عادی تھے اور متحد ہوکر انہوں نے یونانی فوج کا اس سے پہلے کبھی مقابلہ نہیں کیا تھا۔ اس کے مقابلے میں یونانیوں کو متحد ہوکر لڑنے کی خاص ٹریننگ تھی۔ مراتھن کے مقام پر دونوں فوجوں میں گھمسان کا رن پڑا۔ ہم یونانی جنگی مؤرخوں کے بیانات کو صحیح مان لیں تو مراتھن کی جنگ میں چھ ہزار چار سو ایرانی اور ایک سو بانوے یونانی کام آئے۔ غیر متوقع طور پر یونانیوں کو اس جنگ میں فتح نصیب ہوئی۔

دارا اول 485 قبل مسیح میں فوت ہوگیا۔ اس کی جگہ زرکسیز نے ایران کا تخت سنبھالا۔ زرکیسز یونانیوں سے ایران کی شکست کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔ اس نے یونان کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کی تیاریاں شروع کردیں۔ چار سال تک وہ جنگی تیاریاں کرتا رہا۔ آخر سن 481 قبل مسیح میں جب وہ فوج لے کر یونان کو فتح کرنے نکلا تو مؤرخ اس کی فوج کو تاریخ کی سب سے بڑی فوج کہہ کر یاد کرتے ہیں۔ تاریخ نگار ہیروڈوٹس کے بیان کے مطابق ایرانی فوج میں 26 لاکھ 41 ہزار لڑنے والے فوجی تھے۔ اتنے ہی غلام اور انجینئرز اور طوائفیں تھیں۔

ایک تاریخ نگار کا مبالغہ آمیز بیان یہ ہے کہ جب یہ فوج پانی پیتی تھی تو پورا دریا خشک ہو جاتا تھا۔ ایرانی فوج میں ایران کے باجگزار ملکوں کی فوجیں بھی تھیں۔ 480 قبل از مسیح کے موسم بہار میں یہ زبردست فوج زرکیسز کی قیادت میں ہیلس پونٹ کے مقام پر پہنچی جہاں مصری اور فونیقی انجینئروں نے سمندر کے اوپر ایک پل تعمیر کر رکھا تھا۔ ہیروڈوٹس کے بیان کے مطابق یہ پل 674 بحری جہازوں کو جوڑ کر بنایا گیا تھا۔ سات روز تک اس پل پر سے ایرانی فوجی دستے اور ان کا ساز و سامان گزرتا رہا۔ ایرانی فوج تھریس سے ہوتی ہوئی تھیسلے پہنچ گئی جبکہ ایرانی بحری بیڑا اتجسٹن کی طوفانی لہروں سے بچتا ہوا ماؤنٹ اتھس پر لنگر انداز ہوگیا۔ اس بحری بیڑے کی لمبائی ڈیڑھ مربع میل تک تھی۔

دوسری طرف یونان میں صرف ایتھنز اور سپارٹا کسی حد تک آپس میں متحد ہو کر مقابلے کی تیاریاں کررہے تھے۔ دوسری ریاستوں سے امداد حاصل کرنے کے لئے آدمی دوڑائے گئے مگر یونان کی دوسری ریاستیں اتنی بڑی ایرانی طاقت سے ٹکر لیتے ہوئے ہچکچا رہی تھیں۔ چنانچہ ایتھنز نے ایرانی بحری طاقت کے مقابلے کے لئے اپنا مختصر سا بحری بیڑا شمال کی طرف روانہ کردیا۔ جبکہ سپارٹا نے اپنی مختصر سی فوج روانہ کر دی تاکہ ایرانی فوجوں کو تھرموپلی کے مقام پر روکنے کی کوشش کرے۔ یوبوٹے کے مقام پر جب دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا تو یونانی بحری جنگی افسروں نے ایران کی اتنی بڑی فوجی طاقت کو دیکھ کر واپس چلے جانے کا ارادہ ظاہر کیا مگر یونانی فوج ایرانیوں سے لڑنے کا فیصلہ کرچکی تھی۔ ایک جنگی مؤرخ نے اس زمانے کا حال دیکھتے ہوئے بتایا ہے کہ ایتھنز کی اسمبلی کے ایک رکن نے مشورہ دیا کہ ایران کے آگے ہتھیار ڈال دیئے جائیں، کیونکہ ہم اتنی بڑی بحری اور بری طاقت کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ اس شخص کو اسمبلی کے دوسرے ممبروں نے وہیں ہلاک کردیا۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ لوگوں کے ایک ہجوم نے اس کے گھر پر حملہ کر کے اس کے بیوی بچوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اس کے بعد ایرانیوں کا دو ہزار جہازوں پر مشتمل بحری بیڑا اسلامیز کی خلیج میں داخل ہو گیا۔ اس کے مقابلے میں یونانیوں کے صرف تین سو جہاز سمندر میں اترے۔ سمندری جنگ شروع ہو گئی۔ بادشاہ زرکیسز پہاڑی پر تخت پر بیٹھا یہ سمندری جنگ دیکھ رہا تھا۔ ایرانی فوج مختلف مقبوضہ علاقوں کے فوجیوں کا مجموعہ تھی اور سپاہی ایک دوسرے کی زبان بھی نہیں جانتے تھے۔ اس سے ایرانی بحری فوج میں ایک انتشار تھا جبکہ یونانی اگرچہ مختلف ریاستوں میں بٹے ہوئے تھے مگر وہ ایک ہی زبان بولتے تھے۔ چنانچہ پہلے ہی معرکے میں ایرانیوں کے دو سو جنگی جہاز تباہ ہوئے جبکہ یونانیوں کو صرف چالیس جہازوں کا نقصان اٹھانا پڑا۔ ایرانی بحری بیڑے کے بچے کھچے جہاز بھاگ کر ہیلبس کا یونٹ پہنچ گئے۔ اس جنگ میں ایرانی شہنشاہ زرکیسز کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور وہ فوج کے ایک حصے کو وہیں چھوڑ کر ہزیمت کے عالم میں سازڈیز کی طرف روانہ ہوگیا۔

ایک سال بعد زرکیسز ایک کثیر فوج لے کر یونان کو مکمل طور پر فتح کرنے کے لئے نکلا۔ اس کی بہت بڑی فوج میں ایک خرابی یہ تھی کہ مقبوضہ ملکوں کے فوجی زیادہ تھے۔ وہ مختلف زبانیں بولتے تھے۔ دوسرے ایرانی سپاہ کو بحری جنگ لڑنے کا زیادہ تجربہ نہیں تھا۔ جبکہ یونانی بحری جنگوں کے ماہر تھے۔ ان کے جہاز بھی ہلکے پھلکے تھے اور وہ تیزی سے گھوم جاتے تھے۔

479 قبل مسیح میں آخری لڑائی لڑی گئی۔ اس بحری جنگ میں یونانیوں کے ہلکے پھلکے تیزی سے حرکت کرنے والے جہازوں نے ایرانیوں کے بھاری بھرکم جہازوں کو بری طرح تباہ کرنا شروع کر دیا۔ یونانی سردھڑ کی بازی لگا کر لڑے۔ کیونکہ یہ ان کی بقا کا معاملہ تھا۔ جبکہ ایرانیوں کے لئے یہ محض ایک جنگ تھی۔ مگر اس جنگ میں یونانیوں نے ایرانی بحری بیڑے کا منہ پھیر دیا۔ ایران کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ آیونیا کے تمام شہروں کو پرشیا کی غلامی سے آزاد کرالیا گیا اور ہیلس پونٹ اور خلیج باسفورس پر یونانیوں کو مکمل کنٹرول حاصل ہوگیا۔

یہ ایرانیوں کی ایک معمولی شکست تھی مگر یونانیوں کی ایک بہت بڑی فتح تھی جس نے یونان

کو تاریخ کے ایک سنہری دور میں داخل کر دیا۔ سامیز کے مقام پر یونانیوں نے ایران کے بحری بیڑے کو شکست دے دی جو ایک ناقابل یقین بات تھی جبکہ مراتھن کے مقام پر یونانیوں کو بڑی فتح حاصل ہوئی۔ یہ اتنی بڑی خوشخبری تھی کہ یونانی فوج کا ایک سپاہی مراتھن کی فتح کی خوشخبری لے کر پیدل ہی ایتھنز کی طرف دوڑ پڑا۔ یہ وہ فوجی تھا جس نے سپورٹس کی دنیا میں مراتھن دوڑ اور اولمپک مشعل کی بنیاد رکھی۔ اس وقت اس یونانی سپاہی کے ہاتھ میں مشعل نہیں تھی۔ روشنی کی مشعل فتح کی علامت بن کر بعد میں روشن کی گئی۔ یہ یونانی لوگ کون تھے؟ آیئے قدیم تاریخ سے کچھ باتیں کرتے ہیں۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ آریاؤں کی جس شاخ نے مغرب کا رخ کیا اس کے کچھ قبیلے یونان کے جزیروں میں جا کر آباد ہو گئے۔ پہلے ان کی چھوٹی چھوٹی بستیاں تھیں۔ بعد میں ایتھنز اور سپارٹا کو اہم مقام حاصل ہوا۔ مصر اور کریٹ تہذیبوں کا یونانیوں پر گہرا اثر رہا۔ یونانیوں نے ادب آرٹ فلسفہ اور سائنسی علوم میں بے حد ترقی کی اور ایک دنیا کو متاثر کیا۔ یورپ کے بعض مفکرین کا خیال ہے کہ یونانیوں کے بغیر مغرب کے فلسفہ اور سائنس کا وجود ناممکن تھا۔ اب یہ ایک الگ متنازعہ مسئلہ ہے کہ یورپ کے فلسفے اور سائنس نے بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے کیا کیا؟

اب جبکہ قدیم تاریخ سے گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا ہے تو دل چاہتا ہے کہ اس سے باتیں کرتے ہوئے ماضی کے گمشدہ ایوانوں کی مزید سیر کی جائے۔ یونانیوں کے بعد رومیوں یعنی رومن ایمپائر کا دور شروع ہوتا ہے۔ فلسفے اور سائنسی علوم میں رومیوں نے یونانیوں کی پیروی کی مگر قانون اور انتظامی امور کے شعبوں میں انہوں نے انسانی معاشرے کے لئے نمایاں کام کئے۔ رومیوں کے زوال کے بعد اسلام کا سورج طلوع ہوا تو اس نے انسانی فکر کو ایک ایسا انقلابی فلسفہ حیات دیا جس نے بنی نوع انسان کو انسانیت کی بلندیوں سے روشناس کرایا۔

بازنطین پر ترکوں کے زیر قبضہ علاقوں سے یونانی اور رومی فلسفی اور دانشور اٹلی کے شہروں میں خاص طور پر فلارنس اور وینس میں نقل مکانی کر گئے اور یوں پندرہویں صدی عیسوی میں احیاء العلوم کا دور شروع ہوا۔ اندلس پر آٹھ سو سالہ حکومت کے دوران مور اور عرب مسلمانوں نے سائنسی علوم پر گراں قدر تحقیقی کام کے علاوہ ایک کام یہ بھی کیا تھا کہ یونانی زبان میں لکھی ہوئی سائنسی علوم پر جو کتابیں تھیں ان کا عربی میں ترجمہ کر دیا تھا۔ جب احیاء العلوم کا دور شروع ہوا تو یونانی فلاسفروں اور طبیعات کے ماہروں کی کتابوں کی تلاش شروع ہوئی۔ بعض کتابیں مل گئیں مگر بعض اہم کتابوں کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ حملہ آوروں کے تاریک عہد میں جل کر راکھ ہو گئی تھیں۔ اس نازک وقت میں اندلس میں بیٹھ کر عرب دانشوروں کے یونانی زبان سے عربی میں کئے ہوئے تراجم اور ان کی شرحیں کام آئیں۔

یونانیوں کی فیملی لائف برائے نام تھی۔ مرد لوگ گھر میں بہت کم وقت گزارتے تھے۔ نچلے اور متوسط طبقے کی خواتین کی کوئی سوشل لائف نہیں تھی۔ علم دوست اور بعض دولت مند خواتین کے گھروں میں سرشام محفلیں لگتی تھیں۔ ان محفلوں میں ادیب، فلاسفر، شاعر اور دانشور یونانی آپس میں مناظرے کرتے تھے۔ شاعری موسیقی ڈرامہ اور فلسفے پر بحث مباحثے ہوتے تھے۔ جہاں یہ ادبی محفلیں سجتی تھیں انہیں سیلون کہا جاتا تھا۔ یونان کا مشہور شاعر سیفو کا بھی اپنا سیلون تھا۔ قدیم یونانی فلسفیوں میں صرف سقراط ایسا فلسفی تھا جو اس قسم کے ادبی سیلون میں شرکت کرنے سے گریز کرتا تھا۔ سقراط کا زیادہ وقت ایتھنز کے باغات اور معبدوں کے دالان میں اپنے شاگردوں سے باتیں کرتے گزرتا تھا۔ اس کی بیوی اس سے اکثر ناراض رہتی تھی۔ ظاہر ہے کہ ایک ایسے مرد کو ایک گھریلو خاتون کیسے پسند کر سکتی ہے۔ جو صبح سے رات گئے تک معبدوں کے پورٹیکوز اور باغوں میں آوارہ گردی کرتا رہے اور کچھ کما کر بھی نہ دے۔

سقراط کی بیوی سقراط سے اکثر جھگڑتی رہتی تھی۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ سقراط نے کبھی اس کی باتوں کا برا نہیں مانا تھا۔ سقراط کا ایک خوشحال خاندان سے تعلق رکھنے والا شاگرد کیٹو اپنی یادداشتوں میں لکھتا ہے کہ ایک روز میں سقراط کے گھر گیا تو دیکھا کہ سقراط مکان کی دہلیز پر بیٹھا ہے اور اس کی بیوی اس کو چیخ چیخ کر برا بھلا کہہ رہی ہے۔ سقراط کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ جب اس کی بیوی نے دیکھا کہ سقراط آگے سے کوئی جواب نہیں دیتا تو وہ غصے سے مکان کے اندر گئی اور پانی سے بھرا ہوا تسلا لا کر سارا پانی سقراط پر انڈیل دیا۔ کیٹو لکھتا ہے کہ سقراط نے ہنس کر مجھ سے کہا۔

کیٹو مجھے معلوم تھا۔ بادل گرج رہے ہیں۔ بارش ہوگی۔ آج سے ڈھائی ہزار سال پہلے کا یہ عجیب وغریب فلسفی اپنی طرف سے کوئی فلسفہ بیان نہیں کرتا تھا۔ اس نے اپنے پیچھے کوئی کتاب تو کیا چار صفحوں کا کوئی چھوٹا سا مضمون بھی نہیں چھوڑا۔ وہ کچھ نہیں لکھتا تھا۔ اس کا اپنا کوئی فلسفہ بھی نہیں تھا۔ اس کا طرز استدلال سب سے الگ تھا۔ وہ لوگوں کو کچھ بتانے کی بجائے ان سے پوچھتا زیادہ تھا۔ اس کے سوال ہی اس کا فلسفہ تھا۔ ساری زندگی ایک چادر میں گزار دی۔ کسی نے اس سے کہا کہ ڈیلفی کے معبد میں ایک آواز سنی گئی ہے کہ سقراط ایتھنز کا سب سے دانا آدمی ہے۔ سقراط نے ہنس کر کہا۔ میں اس لئے دانا ہوں کہ مجھے اپنی بے علمی کا احساس ہے۔

جب اسے اسی زمانے کے بلکہ ایتھنز کی قانون کے مطابق موت کی سزا دی گئی تو اس کے شاگرد جیل کی کوٹھڑی میں اس سے ملنے آئے۔ ایک شاگرد نے کہا:

افسوس ہمارے استاد کو بے گناہ مارا جا رہا ہے۔

سقراط نے زیر لب تبسم کے ساتھ کہا۔ تو کیا تم چاہتے تھے کہ میں گناہ کرنے کے بعد مارا جاتا؟

مرنے سے چند لمحے پہلے سقراط کے ایک شاگرد نے اس سے پوچھا۔ آپ کو کہاں دفن کیا جائے؟

سقراط نے جواب دیا۔

اگر میں تمہارے ہاتھ آجاؤں تو جہاں جی چاہے دفن کر دینا۔

(سنڈے میگزین نوائے وقت یکم جون 2008ء)

زلزلۃ الساعہ

عبداللہ طارق سہیل اپنے کالم وغیرہ وغیرہ میں لکھتے ہیں:۔

جاپان میں زلزلے سے بہت کم لوگ مرے، زیادہ تر سونامی سے مارے گئے جو زلزلے کی وجہ سے پیدا ہوا۔ جانی نقصانات کا تناسب پچھلے سونامی کے مقابلے میں بہت کم رہا لیکن مالی تباہی بہت ہوئی۔ زلزلہ پروف عمارتیں سونامی کی تاب نہ لاسکیں اور وہ بڑے بڑے سٹرکچر جن کے بارے میں جاپانی کہتے تھے کوئی حادثہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، سونامی نے ان کا حلیہ بگاڑ دیا۔ تیل کی ریفائنریوں میں جھٹکوں سے آگ لگ گئی اور دنیا کی محفوظ ترین عمارتوں میں سے دو یعنی جاپان کے دو ایٹمی ری ایکٹر پھٹ گئے۔ جاپان کی صنعت کو بہت نقصان پہنچا۔ خاص طور سے الیکٹرانک اور کارسازی کے کارخانے جو دنیا بھر میں سب سے بڑے ہیں، بری طرح تباہ ہوئے۔ زلزلے نے زمین کے مرکز میں اتنا گہرا اثر مرتب کیا کہ اٹلی کے نیشنل انسٹیٹیوٹ فار جیوفزکس کے مطابق زمین کا سنٹر اپنی جگہ سے دس انچ کھسک گیا ہے۔ دس انچ بہت معمولی پیمانہ ہے، اگر زمین کے نصف قطر کی پیمائش کو دیکھا جائے لیکن زمین ہو یا کوئی اور سیارہ، اس کی ساری طنابیں اتنی باریک ''ایکوریسی'' کے ساتھ کسی جاتی ہیں کہ معمولی فرق بڑا نتیجہ ڈالتا ہے۔ پچھلے سونامی سے بھی یہ مرکز اپنی جگہ سے کچھ کھسک گیا تھا اور کچھ عرصہ پہلے چلی میں جو زلزلہ آیا تھا، اس نے بھی مرکز کو اپنی جگہ سے ہٹایا تھا۔ خدا ہی جانتا ہے آنے والے حادثوں میں سے کتنے اس کے اثرات کی وجہ سے ہوں گے۔

الہامات میں آیا ہے۔ قیامت سے پہلے تین بڑے سونامی آئیں گے۔ ایک مشرق میں، دوسرا درمیان میں، تیسرا مغرب میں۔ پچھلے چند برسوں میں دو بڑے سونامی آچکے ہیں۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ وہی ہیں جن کا ذکر الہامات میں ہوا یا وہ کوئی اور ہوں گے جو زیادہ بڑے ہوں گے۔ بہر حال ایک بحر ہند میں آیا جس نے سماٹرا اور سری لنکا کے جزیروں میں تباہی مچائی اور سری لنکا سے بھی زیادہ سماٹرا میں۔ دوسرا بحرالکاہل میں آیا ہے جس نے جزیرہ ہونشو کے ایک حصے کو تباہ کیا۔ ہونشو جاپان کے تین بڑے جزیروں میں سے سب سے بڑا ہے۔ اسی جزیرے پر ٹوکیو ہے اور سونامی نے سارے جزیرے کو تباہ نہیں کیا، صرف ٹوکیو اور ملحقہ علاقے اور تھوڑا شمال میں سینڈائی اور اس سے ملحقہ علاقوں میں تباہی پھیلائی۔ ایک نسبتاً کم درجے کے زلزلے نے بحراوقیانوس کے جزیرے ہیٹی میں تباہی مچائی۔

لکھنے والی بات یہ ہے کہ مشرق، مغرب اور درمیان میں آنے والی ان تینوں آفتوں کا ہدف جزیرے تھے۔ سماٹرا، سری لنکا، ہونشو اور ہیٹی۔ کیا الہامات میں جن تباہیوں کا ذکر ہے وہ جزیروں کی بجائے مین لینڈ کو برباد کریں گی؟ ایک خبرداری یہ بھی آئی ہے کہ قیامت سے پہلے ایک شہاب سمندر میں گرے گا جس کا پانی اچھل کر ساری دنیا کو ڈبو دے گا جو بچیں گے، بھوک اور بیماری سے مر جائیں گے۔

بیماریاں صرف قدرتی آفات سے ہی نہیں پھیلتیں، امریکہ بھی پھیلاتا ہے۔ گویا امریکہ خود ایک قدرتی آفت ہے جو دنیا پر ابلیس نے نازل کی ہے۔ ابلیس کے سب سے زیادہ تباہی والے ہتھیار یعنی ایٹم بموں کا سب سے بڑا ذخیرہ بھی امریکہ میں ہے۔ امریکہ نے زراعت اور بائیوکیمسٹری کے ذریعہ دنیا میں بیشمار بیماریاں پھیلائی ہیں۔ اس کی کارپوریشنوں نے مکئی، گندم اور دوسری اجناس کے بیجوں کی ڈی این اے انجینئرنگ ایسے انداز میں کی کہ دنیا بھر میں ناقابل علاج بیماریوں نے جنم لیا۔ حیاتیاتی تجربوں سے اس نے ایڈز، سوائن اور برڈ فلو جیسی وبائیں پھیلائیں۔ غلطی سے نہیں، جان بوجھ کر، ان کی ہلاکت خیزی کا جائزہ لینے کے لئے کوئی امریکہ کو پوچھنے والا نظر نہیں آتا لیکن قدرت کا نادیدہ ہاتھ امریکہ سے حساب لینے کے لئے حرکت میں آچکا ہے اور امریکہ کو بھی اس کا اندازہ ہوگیا ہے۔

زلزلے یاددہانی ہیں، اس بڑے زلزلے کی جس میں پہاڑ اس طرح چلنے لگیں گے جس طرح ہم نے جاپان کے زلزلے میں کاروں، کشتیوں اور عمارتوں کو چلتے دیکھا۔ اس زلزلے سے زمین اس طرح ہلا دی جائے گی کہ پھر کبھی اس شکل میں جم نہ پائے گی۔ اس روز زمین کا یہ روپ ختم ہو جائے گا اور جو نئی ''جگہ'' پیدا کی جائے گی وہ ارض نہیں ہوگی۔ کچھ اور ہوگا اور وہ وقت ہوگا جسے قیامت کی گھڑی کہتے ہیں۔ زلزلۃ الساعہ

مکرم پروفیسر محمد خالد گورایہ صاحب

طلبہ میں ٹیوشن کا رواج

آجکل کے دور میں اگر ٹیوشن کا لفظ استعمال کیا جائے تو اس کا فوری مفہوم جو ذہن میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ مختلف مضامین کی تدریس اور کوچنگ جو تعلیمی اداروں کے اوقات کے بعد مختلف اساتذہ اپنے مضامین یا تو اپنے گھروں میں پڑھاتے ہیں یا طلبا کے گھروں میں جاکر ٹیوشن پڑھاتے ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ٹیوشن پڑھنے اور پڑھانے کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے، اس کا جواب ظاہر ہے کہ یا تو ایسے تعلیمی اداروں میں جہاں مختلف مضامین پڑھانے والے اساتذہ کی کمی ہے، یا ہے ہی نہیں، اکثر گورنمنٹ کے تعلیمی اداروں میں اساتذہ کی عدم دستیابی اس ضرورت کو جنم دیتی ہے کہ طلبا ان مضامین کی پڑھائی کے لئے ایسے اساتذہ کی تلاش کرتے ہیں جن کے پاس جاکر وہ اپنے نصاب کو بھی پڑھ سکیں اور امتحانی نقطہ نظر سے تیاری بھی کرسکیں۔ ایسی ٹیوشن مجبوری ہے کہ طلبا کو بہرحال اپنے امتحانات میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ان مضامین کے اساتذہ کی تلاش کر کے ان سے ٹیوشن رکھ کر اس کمی کو پورا کرنے کے علاوہ کوئی اور چارہ کار ہی نہیں ہوتا۔

بعض تعلیمی اداروں میں نااہل اساتذہ کی تقرری جو اپنے فرائض ادا نہیں کرتے، اکثر غیر حاضر یا لمبی چھٹیوں پر رہتے ہیں ان کا متبادل کوئی ہوتا ہی نہیں یا کالج اور سکول میں موجود ہونے کے باوجود اپنے پیریڈ نہیں لیتے، اپنے کورسز اور مقررہ نصاب کو مقررہ وقت پر ختم نہیں کرواتے، نتیجتاً طلباء دل برداشتہ ہو کر ان مضامین کی ٹیوشن باہر کسی اور ٹیچر سے پڑھنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

آجکل ایک اور بدرسم بھی رواج پا رہی ہے کہ سکولز اور کالجز کے ٹیچر سکول اور کالج کے اوقات میں تو کچھ پڑھاتے نہیں اور سکولز اور کالجز کے اوقات کے بعد ساری توجہ زیادہ سے زیادہ ٹیوشن فیس وصول کرکے اپنی ماہانہ آمدنی کو بڑھانے کے چکر میں شام کو اپنے ٹیوشن سنٹر پر توجہ دے رہے ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جو اس مقدس پیشہ کو بدنام کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور کھلے عام تمام اخلاقی ضابطوں سے انحراف کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور سمجھ دے۔ آمین

ایسے سکولز، کالجز اور دیگر تعلیمی ادارے جن میں ٹیچرز کی کمی نہیں ہوتی اور ہر کلاس اور ہر لیول کے تعلیمی نصاب کو بروقت مکمل کروا کر tests اور امتحانات کے ذریعہ بچوں کو بورڈ اور یونیورسٹی کے امتحانات کے ہر طریقہ سے تیاری کروائی جاتی ہے، ایسے طلباء کو غیر ضروری طور پر رواج کے طور پر ٹیوشن رکھوانا ٹیوشن کے لئے بھجوانا منفی اثرات مرتب کرتا ہے اور بجائے بہتری کے بچے کنفیوژن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ٹیوشن پر جانے اور آنے میں وقت کا ضیاع ہوتا ہے، مختلف اساتذہ سے پڑھنے کی صورت میں تعلیمی اداروں کا پلان متاثر ہوتا ہے۔ بچے گھر سے ٹیوشن پڑھنے کے بہانے نکل کر ایک تو 40 منٹ کی ٹیوشن پڑھنے کے لئے تین گھنٹے کم ازکم ضائع کر دیتے ہیں، ٹیوشن جانے کی تیاری اور اکٹھے ہونے میں وقت لگتا ہے، ٹیچر کا انتظار اور واپسی پر بھی گروپ کی صورت میں نکلنا اور فضول گپ شپ کے ذریعہ دیگر اخلاقی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں، اچھے تعلیمی ادارے کمزور طلبا کے لئے کمزور مضامین میں ایکسٹرا کلاسز اور کوچنگ کلاس کا انتظام کرکے اور سکول ٹائم کے دوران، سکول ٹائم سے پہلے بلا کر یا آخر پر کلاس لگا کر ان کی کمی کو پورا کر دیتے ہیں۔

ٹیوشن رکھوانے اور رکھنے کا رواج اس حد تک عام ہو چکا ہے کہ طلبا نے بھی اس پر انحصار کرنا شروع کر دیا ہے گویا کہ پڑھائی کے ساتھ ٹیوشن رکھنا ایک لازمی امر ہے۔ نیز والدین ٹیوشن رکھوا کر اپنی نگرانی کے فرض سے دور ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بچہ ٹیوشن پڑھ رہا ہے، میں اتنی فیس سکول کو ادا کر رہا ہوں اور اتنی رقم ٹیوشن پر خرچ کر رہا ہوں، قطع نظر اس کے کہ کیا ٹیوشن رکھوانا یا جس ٹیچر کے پاس بھجوایا جاتا ہے اس کی اپنی اہلیت کیسی ہے، اس کا فائدہ ہو رہا ہے یا نہیں، یہ سوچنے کی بجائے وہ سمجھتے ہیں کہ پیسہ خرچ کرنے اور ٹیوشن کی ہیوی فیس ادا کرنے سے معاملات خود بخود حل ہو جائیں گے جب نتیجہ اس کے برعکس آتا ہے تو پھر کبھی سکول کبھی ٹیچر کو کوسنا شروع کر دیتے ہیں۔

طلبا کو پڑھانا ان کے کورسز اور نصاب کو مقررہ مدت کے اندر مکمل کروانا تعلیمی اداروں کی ذمہ داری ہے اور اچھے تعلیمی ادارے اس ذمہ داری کو قبول کرتے ہوئے ہر طریقے سے کلاس کے ہر طالب علم کا خیال رکھتے ہیں۔ خاکسار ایک لمبے تجربہ کی بنیاد پر یہ بات کر رہا ہے کہ ہمارے ہاں جماعتی اداروں میں خدا کے فضل سے ہمیں کئی ایسے اساتذہ میسر تھے اور اب بھی ہیں جو دیانتداری اخلاص اور وقف کی روح سے کام لیتے ہوئے طلبا کی تیاری امتحانات صرف سکول کی حد تک کرواتے ہیں اور کبھی ان کے مضامین میں کلاس کے کسی بھی طالب علم کو ٹیوشن رکھنے کی کبھی ضرورت محسوس نہیں ہوئی اور ان کے رزلٹ بھی خدا کے فضل سے دوسرے اساتذہ کے مقابلہ میں ہمیشہ بہتر آتے رہے اور آرہے ہیں، ان اساتذہ کی نظر کلاس کے ہر طالب علم پر ہوتی ہے، اوّل تو وہ کلاس میں دیئے گئے ٹائم ٹیبل کے مطابق اپنے وقت کو اس طرح استعمال کرتے ہیں کہ کلاس کے ہر بچے کو ساتھ لے کر چلتے ہیں، بعض کمزور بچوں کا اندازہ کر کے ان کی سطح پر آ کر ان کی مشکلات کو حل کرتے ہیں اور مجموعی طور پر ساری کلاس ہی ان کی تدریس سے مستفید ہو رہی ہوتی ہے۔ جہاں ذہین اور لائق طلبا اپنے فی صد رزلٹ کو 100 فیصد تک لے جاتے ہیں وہاں کمزور طلبا بھی 60 فیصد سے 70 فیصد تک نمبر حاصل کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اصل بات اساتذہ کی اپنے مضمون پر گرفت کس حد تک ہے اور کیا انہیں دیئے گئے ٹائم ٹیبل کو اپنے مضمون کی بہترین تدریس سے وقت ضائع کئے بغیر بہترین رزلٹ دینے کا ملکہ آتا ہے، وہ کلاس کے کمزور بچوں کی کمی کو بعض اوقات Extra، زائد ہوم ورک یا Assignment دے کر دور کر لیتے ہیں، نہ کسی کو ٹیوشن کی ضرورت محسوس ہوتی ہے نہ کوئی ان کے مضامین میں ٹیوشن رکھتا ہے۔

لیکن اس کے برعکس ایک اور بدرسم ہمارے بعض تعلیمی اداروں میں پروان چڑھ رہی ہے جن میں اکثر و بیشتر ہمارے سائنس کے مضامین پڑھانے والے اساتذہ ملوث ہوتے ہیں وہ بعض اوقات طلبا کو یا پوری کلاس کو پریکٹیکل کے امتحان میں Internal Examiner کی حیثیت سے نمبر لگوانے کا لالچ یا نمبر نہ لگوانے کی دھمکی دے کر یا اپنے مضامین جن کی وہ ٹیوشن پڑھا رہے ہوتے ہیں، امتحانات میں ان کے نمبر لگانے اور لگوانے کے چکر میں پڑے رہتے ہیں اور اس طریقہ واردات کو وہ بچوں کو اپنے ہاں ٹیوشن پڑھنے پر مجبور کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں، میرے نزدیک ایسے اساتذہ نہ استاد کہلانے کے مستحق ہیں اور نہ ہی اس پیشہ کو اختیار کرنے کے قابل ہوتے ہیں کیونکہ وہ ایسی مجرمانہ حرکات سے اس مقدس پیشہ کو بدنام کرنے کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب اساتذہ کو جو اس پیشہ سے منسلک ہیں اپنے فرائض اس رنگ میں ادا کرنے والے ہوں جیسا کا اس کا حق ہے تاکہ ان کا یہ کام اور مقدس پیشہ ان کی عاقبت و آخرت سنوارنے میں بھی کام آسکے۔ آمین

کیپسول فشار
ہائی بلڈ پریشر کی کامیاب دوا
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ، ربوہ
فون: 047-6211538 فیکس: 047-6212382

معرکۂ بالاکوٹ

اٹھارہویں اور انیسویں صدی کا زمانہ اسلامی ہند کی تاریخ کا دور انحطاط تسلیم کیا جاتا ہے۔ سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد غیر مسلموں نے جابجا بغاوت بلند کر کے اپنی خودمختار ریاستیں قائم کرلی تھیں جن میں مرہٹوں، سکھوں اور جاٹوں کی حکومت کافی طاقت ور تھیں۔ دوسری جانب انگریزوں نے بھی ایسٹ انڈیا کمپنی کی شکل میں اپنی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کا جال بچھانا شروع کردیا تھا اور برصغیر کے مختلف علاقوں پر اپنا تسلط جمانا شروع کردیا تھا۔

اسلامی ہند کے اسی زوال پذیر ماحول میں شاہ ولی اللہ نے اپنے تصانیف اور اپنے معتقدین کے ذریعہ ایک ایسی جماعت تیار کرنے میں کامیابی حاصل کی جس نے ان کے مشن کو بڑی حد تک پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ سید احمد بریلوی اس جماعت کے ایک ممتاز فرد تھے۔

سید احمد بریلوی نے مجاہدانہ طبیعت پائی تھی اور شاہ ولی اللہ کے بیٹوں شاہ عبدالعزیز اور شاہ عبدالقادر کے ارادت مند تھے۔ انہوں نے دائرہ اسلام میں شامل ہونے والی غیر اسلامی رسومات کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور بہت جلد ہزاروں افراد ان کے معتقدین میں شامل ہوگئے۔ جن میں شاہ ولی اللہ کے پوتے شاہ اسماعیلؒ اور شاہ عبدالعزیز کے داماد مولوی عبدالحی جیسے چند علماء بھی موجود تھے۔

کچھ عرصہ بعد انہیں علم ہوا کہ ہندوستان کے سرحدی علاقوں میں سکھوں نے مسلمانوں کی ہر قسم کی آزادی سلب کرلی ہے۔ ان کے اذان دینے اور نماز پڑھنے پر پابندی ہے اور ان کی عورتیں جبراً سکھ بنالی گئیں۔ تو یہیں پر انہوں نے سکھوں کے خلاف جہاد کا اعلان کیا اور مجاہدین کے ہمراہ صوبہ سرحد کا رخ کیا۔ 1826ء میں مسلمانوں اور سکھوں کا پہلا بڑا معرکہ ہوا۔ جس میں مسلمان فتح یاب ہوئے لیکن بعد ازاں سکھوں نے سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا جال بچھا دیا۔ آخری معرکہ بالاکوٹ کے مقام پر ہوا۔ مجاہدین یہاں جمع تھے کہ مسلمان جاسوسوں نے غداری کی اور سکھ فوج کو ان کا ٹھکانا بتا دیا۔ چنانچہ سکھوں کی کئی گنا زیادہ فوج نے مسلمانوں کا محاصرہ کرلیا مجاہدین جان توڑ کر لڑے لیکن ہر موقع پر غداروں نے اپنا کام دکھایا۔ آخر 24 ذیقعد 1246ھ مطابق 4 مئی 1831ء کو بالاکوٹ کے مقام پر سید احمد بریلوی اپنے چھ ہزار دلیر ساتھیوں کے ساتھ جن میں شاہ اسماعیل بھی شامل تھے۔ شہید ہوئے۔ جہاں ان کے مزارات آج بھی مرجع خلائق ہیں۔

فوری رابطہ کریں

مکرم چوہدری محمد علی صاحب وکیل التصنیف تحریک جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں۔
محترم شیخ محمود احمد صاحب B-59 گلشن اقبال کراچی جہاں بھی ہوں محترم شیخ رحمت اللہ صاحب سابق امیر کراچی سے فون نمبر 021-34815046: پر فوری طور پر رابطہ فرمالیں

درخواست دعا

مکرم خالد مجید ثاقب صاحب معلم سلسلہ پکی کوٹلی ضلع سیالکوٹ تحریر کرتے ہیں۔
خاکسار کی والدہ کافی عرصے سے ہائی بلڈ پریشر، جوڑوں کا درد اور شوگر جیسی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ آجکل شوگر کی وجہ سے کافی کمزوری ہو رہی ہے۔ دن بدن صحت بگڑتی جا رہی ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ والدہ محترمہ کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور بیماریوں کی تمام پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

مکرم محمد انوار الحق صاحب کلرک شعبہ مال دفتر دارالذکر لاہور تحریر کرتے ہیں۔
خاکسار کے بڑے بھائی مکرم نور الحق صاحب مظہر والد مکرم راغب ضیاء الحق صاحب مربی سلسلہ (گھانا) گزشتہ کئی مہینوں سے جوڑوں کے درد کی وجہ سے صاحب فراش ہیں گھٹنوں اور ٹانگوں میں درد رہتا ہے چلنے پھرنے میں دقت پیش آ رہی ہے نیز آج کل نزلہ زکام اور کھانسی کی وجہ سے طبیعت ناساز ہے علاج جاری ہے۔
خاکسار کی بیٹی مہوش انور بھی گزشتہ کئی دنوں سے بیمار ہے۔ ہومیو علاج جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کچھ افاقہ ہے۔
احباب سے دونوں کی صحت یابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

تبدیلی نام

محترمہ روبینہ اشرف صاحبہ اہلیہ مکرم خالد رشید صاحب دارالصدر شمالی انوار ربوہ تحریر کرتی ہیں کہ ہم نے اپنی بچیوں مریم صدیقہ کا نام مریم سلیم سے تبدیل کر کے مریم صدیقہ اور غزل خالد کا نام غزل سلیم سے تبدیل کر کے غزل خالد رکھ لیا ہے۔ آئندہ بچیوں کو اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

گمشدہ ڈرائیونگ لائسنس

مکرم مسعود احمد صاحب ولد مکرم بشیر احمد صاحب مکان نمبر 34/7 محلہ طاہر آباد جنوبی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔ فیکٹری ایریا سے طاہر آباد جاتے ہوئے راستہ میں ڈرائیونگ لائسنس گر گیا ہے۔ جس صاحب کو ملے اس نمبر پر اطلاع دیں۔
فون: 0301-7151951

خبریں

امریکی فوج کا آپریشن، اسامہ بیٹے سمیت جاں بحق نائن الیون حملوں کے تقریباً 10 سال بعد القاعدہ کے سربراہ اسامہ بن لادن ایبٹ آباد میں امریکی سپیشل فورسز کے ایک آپریشن میں جاں بحق ہو گئے۔ اس کارروائی میں اسامہ بن لادن کا بیٹا اور تین ساتھی بھی مارے گئے جبکہ ان کی دو بیویوں سمیت 6 افراد کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ امریکی صدر نے اسامہ بن لادن کی موت کی تصدیق کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ آپریشن ان کی ہدایت پر کیا گیا۔ اسامہ کی موت پاکستان کے تعاون سے ممکن ہوئی ہے۔ یہ ثابت کر دکھایا گیا کہ امریکہ جو کرنا چاہے کر سکتا ہے۔

امریکی آپریشن میں ہمارا انٹیلی جنس شامل تھا وزیراعظم گیلانی نے کہا ہے کہ اسامہ بن لادن کو مارنے کیلئے کئے گئے آپریشن کے حوالے ہمارا انٹیلی جنس شامل تھا۔ دہشت گردی کے خلاف لڑائی میں پاکستان کے ہزاروں، جوان، شہری، خواتین اور بچے جاں بحق ہوئے۔ پاکستان کا امریکہ اور دیگر ممالک کے ساتھ انٹیلی جنس کے تبادلہ کا معاہدہ ہے۔ وزیراعظم نے کہا کہ پاکستان اور امریکہ کے تعلقات کسی ایک واقعہ سے یرغمال نہیں بن سکتے اور دونوں ممالک کو اپنے دوطرفہ تعلقات کو آگے بڑھانا ہے۔

پاکستان دہشت گردوں کا محفوظ ٹھکانہ، بھارتی حکومت کا الزام بھارتی حکومت نے الزام عائد کیا ہے کہ ایبٹ آباد میں اسامہ بن لادن کی ہلاکت سے ثابت ہو گیا کہ پاکستان دہشت گردوں کا محفوظ ٹھکانہ ہے۔ بھارت کے وزیر داخلہ پی چدمبرم نے کہا ہے کہ اسامہ بن لادن کی ہلاکت گہری تشویش کا باعث ہے کیونکہ اس سے بھارت کے ان اندیشوں کو تقویت ملتی ہے کہ پاکستان مختلف دہشت گرد تنظیموں کی پناہ گاہ بنا ہوا ہے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ ممبئی حملوں کے منصوبہ ساز' کنٹرولرز اور ملوث افراد پاکستان میں پناہ لئے ہوئے ہیں۔

ق لیگ کے 7 وزراء اور 7 وزرائے مملکت وفاقی کابینہ میں شامل مسلم لیگ ق اور پیپلز پارٹی کی شراکت اقتدار کا تحریری معاہدہ ہو جانے کے بعد ق لیگ کے 7 وفاقی وزراء اور 7 وزرائے مملکت نے وفاقی کابینہ میں شمولیت اختیار کرتے ہوئے صدر مملکت آصف علی زرداری سے حلف اٹھا لیا۔ حلف اٹھانے کی تقریب ایوان صدر میں منعقد ہوئی۔ چودھری پرویز الٰہی، انور چیمہ، غوث بخش مہر، انجینئر امیر مقام، وجاہت حسین، ریاض حسین پیرزادہ اور فیصل صالح حیات وفاقی وزیر بن گئے۔ جبکہ خواجہ شیراز، سردار بہادر خان، اکرم مسیح گل، شیخ وقاص اکرم، رضا حیات ہراج، شاہ جہاں یوسف اور رانا آصف توصیف وزرائے مملکت ہوں گے۔

ایم کیو ایم بھی حکومت میں شمولیت پر آمادہ حکومت اور ایم کیو ایم کے درمیان کابینہ میں دوبارہ واپسی کیلئے مذاکرات کامیاب ہو گئے جس کے بعد متحدہ کے 2 وفاقی اور 2 وزراء مملکت 7 مئی کو حلف اٹھائیں گے جبکہ اشتراک اقتدار کا باضابطہ اعلان رابطہ کمیٹی کے اجلاس اور الطاف حسین کی توثیق کے بعد کیا جائے گا۔

ایل پی جی کی قیمت 10 روپے کلو بڑھا دی گئی موسم گرما میں گرمی کا جھٹکا، مائع گیس کی قیمتوں میں ایک بار پھر اضافہ بین الاقوامی مارکیٹ میں ایل پی جی کی قیمت میں 95 ڈالر کا اضافہ ہونے کے باعث مارکیٹ میں گھریلو سلنڈر میں 10 روپے فی کلوگرام کے اضافے کے ساتھ 114 روپے اور کمرشل سلنڈر میں 439 روپے تک اضافہ ہو جائے گا۔

ربوہ میں طلوع وغروب 4 مئی

طلوع فجر	3:52
طلوع آفتاب	5:18
زوال آفتاب	12:06
غروب آفتاب	6:52

ہر علاج ناکام ہو تو .....
ہولز موپیتھی سے شفا ممکن ہے۔ علاج/تعلیم کیلئے
بانی ہومیوڈاکٹر پروفیسر محمد اسلم سجاد 0334-6372030 047-6214226

دانتوں کا معائنہ مفت ☆ عصر تا عشاء
احمد ڈینٹل کلینک
ڈینٹسٹ: رانا نذر احمد، طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

چلتے پھرتے بروکروں سے سیمپل اور ریٹ لیں۔ وہی ورائٹی ہم سے 50 پیسے یا 1 روپیہ کم ریٹ میں لیں
گنیا (معیاری پیمائش) کی گارنٹی کے ساتھ
ہماری خواہش ہے کہ آپ کی لاعلمی کی وجہ سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔
اظہر ماربل فیکٹری
15/5 باب الابواب درہ سٹاپ ربوہ
فون فیکٹری: 6215713 گھر: 6215219
پروپرائٹر: رانا محمود احمد موبائل: 0332-7063013

KOHISTAN STEEL
DEALERS OF PAKISTAN STEEL MILLS CORPORATION LTD AND IMPORTERS
219 Loha Market Landa Bazar Lahore
Tel:+92-42-7630066,7379300
Mob:0300-8472141
Talib-e-Dua: Mian Mubarik Ali

روحی ڈپریشن کی مفید مجرب دوا
ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434 -6211434

پلاٹ برائے فروخت
ایک عدد خالی پلاٹ نمبر 22 محلہ نصیر آباد حلقہ غالب برائے فروخت، برقبہ 10 مرلہ بہترین لوکیشن نزد نیو جلسہ گاہ مناسب قیمت پر رابطہ ناصر احمد خان
03336474037,03036474037

احمدی بھائیوں کے لئے خاص رعایت
FAJAR RENT- A CAR
121-MF زینب ٹاور لنک روڈ ماڈل ٹاؤن لاہور
M.ABID BAIG
Contact No:0333-4301898

سٹار جیولرز
سونے کے زیورات کا مرکز
حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
047-6211524
0336-7060580
طالب دعا: تنویر احمد

عبداللہ موبائلز اینڈ الیکٹرونکس سنٹر
موبائلز نوکیا، کیوکلب، چائنہ سیٹ
TV چائنہ واشنگ مشین + ڈرائر + سٹیبلائزر + DVD+UPS
پیڈسٹل فین سیلنگ فین، روم کولر
جنریٹر 1KVA سے لے کر 6KVA تک موجود ہیں
ایڈریس: 3/2 دارالبرکات اقصیٰ روڈ بالمقابل سیکرٹریٹ الاقصیٰ
طالب دعا: چوہدری محمد نواز وڑائچ 0345-6336570

FD-10